نظرات

کل تک جس پارٹی کی پہچان ہی مسلم دشمن پارٹی کی حیثیت سے تھی آج وہی پارٹی سب سے بڑھ کر اپنے کو مسلمانوں کا دوست، مسلمانوں کا ہمدرد، مسلمانوں کا سچا بہی خواہ اور مسلمانوں کا ہندوستان میں مضبوط محافظ ہونیکا دعویٰ کررہی ہے۔

بھارتیہ جنتا پارٹی نے ہی ہندوستان میں رام مندر کے لیے رتھ یاترا نکالی تھی اور بابری مسجد کی جگہ رام جنم بھومی مندر بنانے کا زور و شور سے اعلان کیا تھا۔ ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء میں "کار سیوا" کے ذریعہ جسطرح بابری مسجد کا انہدام کیا گیا وہ نہ صرف ہندوستان کی تاریخ میں انتہائی بدنما داغ ہے بلکہ پوری انسانیت کیلیے بڑے ہی شرم و تاسف کی بات ہے۔ "کار سیوا" تو بھارتیہ جنتا پارٹی نے بڑے زور و شور سے کرائی لیکن جب بابری مسجد شہید ہوگئی تو اس کے جواب میں پوری دنیا میں جو ردعمل ہوا اس کے بعد جو لوگ مسجد کے انہدام کو عظیم کارنامہ قرار دے رہے تھے وہ ایکدم خاموش ہوگئے۔ ہندوستان کی اکثریت نے بھی مسجد کے انہدام کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ ہندوستان کے عوام کی اکثریت تو مسجد کی شہادت پر ہکابکا رہ گئی اور اس نے کسی بھی نظریے سے بابری مسجد کے ڈھانے کو صحیح نہیں ٹھہرایا۔

بابری مسجد کی شہادت سے پہلے کٹر قسم کے فرقہ پرست عناصر بابری مسجد کو گرا کر اسکی جگہ مندر بنانے کا زور و شور ڈھنڈھورہ پیٹا کرتے تھے اور مسجد کو گرانیکا کریڈٹ بھی وصول کرنیکا اعلان کرتے تھے۔ حالانکہ یہ سب باتیں اور اعلانات غیر قانونی تھے، رتھ یاترا بھی غیر قانونی تھی مگر رتھ یاترا تو ایسی حکومت کے دور میں چلائی گئی جو مسلمانوں کی خیر خواہ ہونیکی دعویدار تھی اور جو ایک طرح سے مسلم ووٹوں ہی کے تعاون سے برسراقتدار آئی تھی اور جس کے وزیراعظم جناب وی پی سنگھ تھے اور یہ وی پی سنگھ وہی تھے جو ایک مرتبہ یوپی کے وزیراعلیٰ تھے اور وزارت اعلیٰ کے دور میں مراد آباد میں عین نماز عید کے موقع پر غریب مسلمانوں پر وہ قیامت ٹوٹی تھی کہ درندوں کی تاریخ بھی اس کے آگے مات ہوگئی تھی۔ وہی وی پی سنگھ کانگریس سے نکل کر مسلمانوں کے ہمدرد ہونے کے نقاب کو اوڑھ کر جب نئی شکل میں آئے تو مسلمانوں کی سادگ

اور سادہ لوحی پر ترس آتا ہے کہ انہوں نے بی پی سنگھ کو اپنے سروں پر بٹھادیا۔ اور ہندوستان کی وزارت عظمٰی کے تاج کو انکے سر پر رکھ دیا۔ ہندوستان میں فرقہ پرستی کا پودا آہستہ آہستہ پھلتا پھولتا رہا۔ اور بالکل خاموشی کے ساتھ سیکولر طاقتوں کو ہندوستان میں کمزور کرنے کے منصوبے پر عمل درآمد ہوتا رہا۔ دس سال میں یہ منصوبہ کسی قدر کامیابی سے ہمکنار ہوکر رہا اور ہندوستان پر کانگریس کا دبدبہ ختم ہو گیا۔ بھارتیہ جنتاپارٹی کے تعاون سے ہندوستان پر حکومت قائم ہوئی اور پھر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مکمل طور پر ہندوستان کو بھارتیہ جنتاپارٹی کی صورت میں حکومت دیکھنی نصیب ہوئی۔

بھارتیہ جنتاپارٹی کی حکومت بنانے میں خود کانگریس کا بھی ایک طرح سے تعاون رہا ہے وہ اس طرح کہ جب رام جنم بھومی کی تحریک چلائی گئی تو کانگریس کی حکومت تھی کانگریس نے اس تحریک کو کھلی چھوٹ دی ہوئی تھی کہ وہ جس طرح چاہے ہندوستان کے کونے کونے میں اس تحریک کو پروان چڑھائے۔ کانگریس کی مجبوری یہ تھی کہ وہ ایک شرمناک ہار کے بعد ۱۹۸۰ء میں دوبارہ برسر اقتدار میں آئی تھی۔ آنجہانی وزیراعظم اندراگاندھی کے دل ودماغ پر یہ بات ذہن نشین ہو گئی تھی کہ ان کا دوبارہ اقتدار میں آنا ہندوستان کے اکثریت فرقہ کا مرہون منت ہے اس لیے انہوں نے سمجھداری یا دور اندیشی سے کام لینے کی بجائے فرقہ پرستوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی تھی کہ وہ جو مرضی آئے کریں۔ اندراگاندھی کی حکومت ان کی راہ میں روڑہ نہیں اٹکائے گی۔ چنانچہ انہوں نے اپنا ووٹ بینک بنانے کے لیے ہر وہ حربہ استعمال کیا جس سے ہندوستان کے اکثریتی فرقہ کی ہمدردیاں انہیں حاصل ہوں۔ امرتسر گولڈن ٹمپل پر بلیو اپریشن ہمارے خیال سے اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ اندراگاندھی کی موت کے بعد ان کے صاحبزادے راجیو گاندھی نے بھی اپنی ماں کے نقش قدم پر چلنا شروع کیا اور ان کے وزارت عظمٰی کے دور میں رام مندر کا شیلا نیاس رکھا گیا۔ یہ شیلا نیاس دراصل ہندوستان سے کانگریس کے خاتمہ اور ہندوستان پر غیر کانگریسی حکومت کی بنیاد تھی۔ کچھ عرصہ بعد ہندوستان میں جنرل الیکشن میں کانگریس کا خاتمہ ہوا۔ اور کانگریس کے خلاف حکومت قائم ہوئی جس کے پہلے وزیر اعظم وی پی سنگھ تھے۔ یہ کون تھے ان کے بارے میں سب کچھ واقعات وحالات موجود ہیں جن کو یاد کرکے انہیں بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

ماضی کے دلخراش واقعات یاد کرتے کرتے ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ چھوڑیئے ابھی ان

باتوں کو یہ تاریخ کے حوالے ہیں اور تاریخ ہی ان کے بارے میں اب کوئی فیصلہ کرنے کا حق رکھتی ہے۔ یہاں ہمیں بھارتیہ جنتاپارٹی کے نومنتخب صدر جناب بنگارو لکشمن کے اس بیان پر غور کرنا ہے جو انہوں نے بی جے پی کا صدر منتخب ہونے پر اپنی پہلی کانفرنس میں مسلمانوں سے متعلق فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا ہے "بی جے پی ہندوؤں کی پارٹی ہرگز نہیں ہے وہ قومی پارٹی ہے اور تمام فرقوں، مذاہب کے لوگوں اور دلتوں کی نمائندہ پارٹی ہے اس پر ہندو پارٹی کا لیبل لگانا غلط ہے وہ رائٹ لفٹ پارٹی بھی نہیں ہے۔ آج کے زمانے میں رائٹ اور لفٹ کا کوئی معنی ہی نہیں ہے۔ کیونکہ روس کے ساتھ کمیونزم کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ ہندوازم ایک طرز زندگی ہے ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی بھی بی جے پی کو ہندو پارٹی کہے۔ اسی کے ساتھ بی جے پی کے صدر جناب بنگارو لکشمن نے ہندوستان کے مسلمانوں کو بی جے پی میں شمولیت کی دعوت دی ہے اور کہا کہ مسلمان بھائی ہمارے خون اور گوشت کا حصہ ہیں ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ بھارتیہ جنتاپارٹی میں شریک ہوں۔ بی جے پی ان کی دوست ہے ان کے مسائل حل کرے گی، ان کے ساتھ انصاف کرے گی۔ اور ان کو آئین میں ملے تمام حقوق کی پاسبانی کرے گی۔ اور بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ کسی بھی قسم کی ناانصافی نہیں ہوئی ان کو کوئی بھی زک نہیں اٹھانی پڑی ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ بھارتیہ جنتاپارٹی دل سے ہندوستانی مسلمانوں کا بھلا چاہتی ہے اس کی ہمدرد ہے، اس کی دوست ہے۔

ادھر کانگریس اور غیر کانگریس کے لیڈران نے جس طرح بیان دیا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو کانگریس اور نام نہاد سیکولر پارٹیوں کے لیڈران نے اپنا بے دام غلام سمجھ رکھا ہے۔ جبکہ جمہوریت میں ہر جماعت کو یہ حق ہے کہ وہ ہر فرقہ کے لوگوں کو اپنے میں زیادہ سے زیادہ شامل کرے۔ اس سلسلے میں جناب سید حامد نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ مسلمانوں کو بی جے پی کو بھی آزمانے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کرنی چاہیے۔

لیکن جن لوگوں نے اپنا ذہن صرف ایک ہی طرف مرکوز کر رکھا ہے ان کے لیے ایک سلجھے ہوئے مسلم دانشور جناب سید حامد کا یہ بیان انتہائی افسوسناک ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمانوں کے یہ لیڈر مسلمانوں کو کس راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک دلچسپ بیان سید شہاب الدین کا بھی قابل غور ہے انہوں نے بی جے پی کو ہندو پارٹی کہہ کر مسلمانوں کو اس سے دور رہنے کا مشورہ دیا ہے۔ لیکن وہ خود کس پارٹی میں ہیں یہ کسی کو بھی آج تک معلوم نہ ہو سکا۔

ان کی انصاف پارٹی کا کیا ہوا اور وہ کیا چاہتی ہے، اس کا بھی کسی کو علم نہیں ہے۔ لیکن بی جے پی کے سلسلے میں سب سے زیادہ دلچسپ بیان اس کے کل تک ایک خاص لیکن آج سب سے بڑے دشمن یوپی کے سابق وزیر اعلیٰ جناب کلیان سنگھ کا ہے۔ ملاحظہ کریں۔

"ایودھیا میں بابری مسجد ڈھانے کے لیے بھارتیہ جنتا پارٹی نے انہیں استعمال کیا تھا جبکہ وہ بابری مسجد گرانے کے حامی نہیں تھے۔ بابری مسجد کے گرانے کے معاملے میں ان کی حالت اینٹ کی طرح تھی جسے بھیڑ پر پھینکا جاتا ہے اس لیے مجرم اینٹ نہیں بلکہ اسے پھینکنے والا ہے۔ کلیان سنگھ جی نے یہ بھی کہا، راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ سے بی جے پی کا جب تک تعلق رہے گا تب تک اس میں مسلمانوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے کیونکہ سنگھ میں مسلم مخالف وچار دھارا کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ بی جے پی کے کسی بھی نیتا میں سنگھ سے تعلق توڑنے کی ہمت نہیں ہے۔"

بھارتیہ جنتا پارٹی میں اس کے صدر کی طرف سے مسلمانوں کو شمولیت کی دعوت کے حق میں اور اس کی مخالفت میں یہ سب بیانات کی موجودگی میں ہمارا مشورہ ہے کہ اگر کوئی پارٹی اپنی نئی امیج کے ساتھ میدان میں آرہی ہے اور وہ مسلمانوں کو اپنے یہاں شامل ہونے کی دعوت دیتی ہے تو اس پر ہمیں سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہئے۔ آخر کل تک کلیان سنگھ بھی تو یہ کہتے تھے کہ آر ایس ایس کے جھنڈے میں میری لاش لپیٹ کر ہی میرا انتم سنسکار کیا جائے آج وہ آر ایس ایس کے اس قدر مخالف ہیں جب وہ بدل سکتے ہیں اور آج وہ آر ایس ایس بی جے پی کے سخت مخالفین میں ہیں تو ہم کیوں نہ اس بات پر یقین نہ کریں کہ بھارتیہ جنتا پارٹی بھی اب پہلے کی طرح مسلم مخالف نہیں ہے اور وہ مسلمانوں کے لیے کچھ کرنا چاہتی ہے۔ اس کے قابل احترام صدر جناب بنگارو لکشمن نے مسلمانوں کو بھارتیہ جنتا پارٹی میں شریک ہونے کے لیے کہا ہے۔ اس پر ہندوستانی مسلمانوں کو سنجیدگی و متانت سے غور کرنا چاہئے۔ کل تک ان کے خیال میں وہ ایک فرقہ پرست اور مسلم مخالف جماعت تھی لیکن آج وہ خود کہہ رہی ہے کہ بھارتیہ جنتا پارٹی فرقہ پرست پارٹی نہیں ہے بلکہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے میں شامل کرنا چاہتی ہے تو ہمیں اس کا ہر لحاظ سے خیر مقدم کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہندوستان کے مسلمانوں نے کسی ایک پارٹی یا جماعت کے ساتھ اپنی قسمت وابستہ نہیں کر رکھی ہے۔

☆☆